# محبت اہل بیت

## رضی اللہ عنہم

حضرت مولانا عبید اللہ حسنی ندویؒ

مرتب

محمد ارمغان بدایونی ندوی

سید احمد شہید اکیڈمی
دار عرفات، تکیہ کلاں، رائے بریلی

www.abulhasanalinadwi.org

جملہ حقوق محفوظ

طبع اول

ذی قعدہ ۱۴۳۶ھ مطابق ستمبر ۲۰۱۵ء

| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | محبت اہل بیتؓ |
| مصنف | : | حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندویؒ |
| مرتب | : | محمد ارمغان بدایونی ندوی |
| تعداد اشاعت | : | ۵۰۰ |
| صفحات | : | ۵۶ |
| قیمت | : | Rs. 30/- |

باہتمام : محمد نفیس خاں ندوی

ملنے کے پتے :

☆ ابراہیم بک ڈپو، مدرسہ ضیاء العلوم، رائے بریلی

☆ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

☆ مکتبۃ الشباب، ندوہ روڈ لکھنؤ

ناشر

سید احمد شہید اکیڈمی

دار عرفات، تکیہ کلاں، رائے بریلی

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# فہرست مضامین

عرض ناشر ..... ۶

## اہل بیت کی محبت

(۹-۱۶)

اہل بیت کا مصداق ..... ۱۱
ایذائے نبی کا انجام ..... ۱۲
خاتمہ کا مطلب ..... ۱۵

## اہل بیت کی محبت ایمان کی علامت ہے

(۱۷-۳۰)

منہج عبادت ..... ۲۰
نیک صحبت کی ضرورت ..... ۲۲
رسوخ فی العلم کا نتیجہ ..... ۲۳

www.abulhasanalinadwi.org

ادب میں اعتدال ضروری ہے ..... ۲۵
ایک شبہ اور اس کا ازالہ ..... ۲۶
سچے خواب کی علامت ..... ۲۸
حضرت سید احمد شہیدؒ کی رائے ..... ۲۸
خلاصہ ..... ۲۹

اہل بیت کی فضیلت
(۳۳-۳۱)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مرتبہ
(۳۶-۳۴)

اہل بیت کرام میں سب سے زیادہ محبوب حضرات حسنین ہیں
(۳۸-۳۷)

حضرات حسنین کی محبت اور حضرت حسن کا آپ ﷺ سے تشبہ
(۴۲-۳۹)

حضرت علیؓ کا مقام و مرتبہ
(۴۸-۴۳)

www.abulhasanalinadwi.org

شیعوں کا مذہب ..... ۴۶
قابل مؤاخذہ بات ..... ۴۷

## حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی فضیلت و مرتبہ

(۴۹-۵۳)

حضرت خدیجہ کا اخلاص ..... ۵۲

## حضرت عائشہؓ کی فضیلت

(۵۴-۵۶)

محبت کا راز ..... ۵۶

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# عرض ناشر

اہل حق کا یہ امتیاز اور شعار رہا ہے کہ وہ ایک طرف عظمت صحابہ سے سرشار اور ان کی محبت میں ڈوبے ہوتے ہیں تو دوسری طرف اہل بیت کی عظمت و محبت بھی ان کے خمیر میں داخل ہوتی ہے، یہی اہل سنت کی علامت ہے، کسی ایک کی عظمت کو کم کرنا یا معاذ اللہ اندر سے ان کے لیے بغض رکھنا بڑے خطرہ کی بات ہے، اس کے بعد ایمان کا باقی رہنا مشکل ہے، آنحضور ﷺ نے دونوں کے حق کو بیان فرمایا ہے، ایک طرف آپ ﷺ نے فرمایا کہ صحابہ کی محبت ایمان کی علامت ہے، اور ان سے بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے، دوسری طرف آپ ﷺ نے امت کو اہل بیت کے حق کی طرف بھی متوجہ فرمایا، اور یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے جو ایمان و یقین کے ساتھ جتنا زیادہ رسول اکرم ﷺ کے قریب ہوگا اور آپ کی صحبت میں اس نے وقت گذارا ہوگا وہ اتنا زیادہ

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ سے قریب ہوگا اور امت پر اس کا حق سب سے بڑھ کر ہوگا، اور یقیناً یہ شرف صحابہ اور اہل بیت کو حاصل ہوا اور ان میں بھی جو حضرات سب سے زیادہ قریب رہے ان کا حق بھی اتنا ہی زیادہ ہے، حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی مرتضی، حضرت حسن وحضرت حسین اور دوسرے کبار صحابہ واہل بیت امت کے لیے سر کا تاج ہیں، ان کی عظمت اور محبت ایمان کا حصہ ہے۔

پیش نظر رسالہ کا یہی اصل موضوع ہے، اس رسالہ میں جس توازن واعتدال کے ساتھ، دل کے جذبات واحساسات کو جمع کیا گیا ہے وہ اس رسالہ کی اصل خصوصیت ہے، جس سے ذہن میں پیدا ہونے والے بہت سے اشکالات خود بخود دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔

موضوع کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر "**محبت صحابہ رضی اللہ عنہم**" اور "**محبت اہل بیت رضی اللہ عنہم**" کو الگ الگ رسالہ کی شکل میں شائع کیا جارہا ہے تاکہ موضوع کو اچھی طرح سمجھنا اور اس سے استفادہ میں آسانی ہو۔

یہ رسالے حقیقت میں برادر محترم حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے ان دروس کا مجموعہ ہیں جو ان موضوعات پر رمضان المبارک میں دائرہ شاہ علم اللہ کی مسجد میں دیئے گئے، عزیز گرامی

www.abulhasanalinadwi.org

مولوی محمد ارمغان ندوی کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ انہوں نے ان کو قلمبند کیا، تصحیح کی اور اشاعت کے قابل بنایا، عزیز موصوف نے جو بیڑا اٹھایا ہے اللہ ان کی مدد فرمائے اور کام پورا فرمائے، اور اس کا بہتر سے بہتر صلہ ان کو عطا فرمائے۔

یہ ایک خاصے کی چیز ہے جو اس موضوع پر تیار ہوگئی ہے، امید ہے کہ خاص وعام کو اس سے فائدہ پہنچے گا، اور ذہنوں میں کبھی جو بے اعتدالی پیدا ہو جاتی ہے اس کو دور کرنے میں اس سے مدد ملے گی۔

اللہ تعالیٰ اس کو مفید تر بنائے اور اس کی اس اشاعت کے لیے ان تمام عزیزوں کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے کسی بھی حیثیت سے اس میں شرکت کی۔

بلال عبدالحی حسنی ندوی
۲۸ رشعبان المعظم ۱۴۳۶ھ

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# اہل بیت کی محبت

صاحب ایمان کو اہل بیت یعنی نبی کے گھر والوں سے محبت کرنا فطری تقاضہ بھی ہے، انسانی تقاضہ بھی ہے اور ایمانی تقاضہ بھی ہے، اور اسی لیے اس کا مطالبہ بھی ہے، کہ ان سے محبت کی جائے، محبت کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں، ایک طبعی محبت دوسری عقلی محبت، اور طبعی محبت کے سلسلہ میں معلوم ہے کہ آدمی کو اپنے گھر والوں سے طبعی محبت ہوتی ہے، تو ظاہر ہے کہ رسول پاک علیہ الصلاۃ والسلام کو بھی اپنے گھر والوں سے یہ طبعی محبت تھی، اور بلاشبہ آپ ﷺ کی یہ محبت اس وقت مزید بڑھ جاتی تھی جب آپ کے گھر والے آپ کے دعوت کے کاموں کو آگے بڑھانے میں پیش پیش ہوتے تھے، کیونکہ اصلاً وہی لوگ اہل بیت ہیں جو ایک طرف آپ کے گھر سے نسبی اعتبار سے تعلق رکھتے ہوں اور دوسری طرف آپ ﷺ سے ان کا تعلق دین کی بنیاد پر بھی ہو، یعنی وہ نبی کے راستہ پر ہوں، اور نبی کے کام کو لے کر آگے بڑھنے والے ہوں، انہی کو اہل بیت

www.abulhasanalinadwi.org

کہتے ہیں، لیکن ان دونوں چیزوں میں سے ایک چیز بھی نہ ہو تو اس شخص پر اہل بیت کا اطلاق نہیں ہوسکتا، اسی طرح وہ لوگ جو گھر والوں میں نسبی اعتبار سے تو ہیں لیکن عادات واطوار کے اعتبار سے وہ باہر والوں کے ساتھ ہیں تو ان کا شمار اہل بیت میں نہیں ہوگا، جس کی شاندار مثال حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ ہے، جب حضرت نوح علیہ السلام نے طبعی محبت کی بنیاد پر اپنے بیٹے کو بچانا چاہا تو کہا تھا ﴿إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي﴾ (ھود: ۱۱) (اے میرے رب! میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے)۔

لیکن چونکہ وہ کافروں کے ساتھ تھا اس لیے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ﴿إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ﴾ (ھود: ٤٦) کہ وہ آپ کے گھر والوں میں سے نہیں ہے، اس لیے کہ اہل کے اندر اگر اہلیت ہوتی ہے تو وہ اہل ہوتا ہے اور جب اہلیت ہی نہ ہو تو اہل نہیں ہوسکتا اور اہلیت کے نہ ہونے کی وجہ ایمان کا نہ ہونا ہے، مثلاً: اہلیہ (بیوی) کو اہلیہ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ انسان نے جس عورت سے شادی کی ہے تو گویا کہ اس نے اس کو اپنے گھر کے لائق سمجھا اور اس بات کا اہل سمجھا ہے کہ اس سے شادی ہوسکتی ہے اسی لیے اس کو اہلیہ کہا جاتا ہے، کیونکہ عربی زبان میں اہل اس کو کہتے ہیں جس سے آبادی ہو بربادی نہ ہو، سکون ہو بے چینی نہ ہو، جس سے اضافہ ہو کمی نہ ہو، جس سے اچھا لگے برا نہ لگے، اور جس سے نباہ

www.abulhasanalinadwi.org

ہو سکے، خرابی نہ ہو، ان صفات کے حامل انسان کو اہل کہتے ہیں۔

## اہل بیت کا مصداق

اسی طرح اہل بیت میں آپ کے خاندان کے وہ افراد ہیں جو آپ کے لگائے ہوئے پودوں کو پانی دینے والے ہوں اور آپ کے چلائے ہوئے کام کو آگے بڑھانے والے ہوں، دین کے کاموں میں اضافہ کرنے والے ہوں، دعوت کو پھیلانے والے ہوں، اگر یہ بات نہیں ہے تو وہ اہل بیت کی فہرست سے خارج ہیں، اسی لیے وہ تمام روافض جو اپنے کو اہل بیت ہونے کا دعوی کرتے ہیں، وہ سب خارج ہیں، ان کا اہل بیت سے کوئی تعلق نہیں، اسی لیے یہ بات اچھی طرح ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اگر انسان میں اہلیت ہو تو وہ اہل ہے اور اہل بیت میں سے ہے، اور اگر اہلیت نہیں ہے تو وہ اہل بیت میں سے نہیں ہو سکتا ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی شخص اہلیت والا ہے، نسبی اعتبار سے آپ کا گھر والا نہیں لیکن پھر بھی اس کی اہلیت کی بنیاد پر اس کو اہل بیت ہی میں شمار کیا جائے گا، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "سلمان منا اهل البيت،" حالانکہ حضرت سلمانؓ ایران کے رہنے والے اور خالص عجمی ہیں لیکن آپ نے فرمایا یہ میرے گھر والوں میں سے ہیں، لہٰذا معلوم ہوا کہ جو عجمی ہیں وہ بھی گھر والوں میں سے ہو سکتے ہیں اور جتنے عربی ہیں وہ تو گھر

www.abulhasanalinadwi.org

والوں میں سے ہی ہیں، البتہ جو عجمی ہیں، جن سے کوئی رشتہ داری نہیں اور وہ باہر کے رہنے والے ہیں جیسے ایرانی اور افغانی، مثلاً: حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ ہیں تو یہ بھی اہل بیت میں سے ہوسکتے ہیں، گویا جو شخص اپنی اہلیت جتائے اور اللہ کی راہ میں محنتیں کرے، مشقتیں اٹھائے اور ریاضتیں کرے تو وہ اہل بیت میں شامل ہوجائے گا۔

الغرض اہل بیت کی فہرست میں نمبر ایک پر وہ ہوں گے جو رشتہ کے اعتبار سے قریب ہیں اور دین کے کام کرنے کے اعتبار سے بھی قریب ہیں، جیسے: حضرت فاطمہ، حضرات حسنین، حضرت علی اور حضرت حمزہ، حضرت جعفر رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ اسی طرح دیگر حضرات جو رشتہ کے اعتبار سے قریب سے قریب تر ہیں، یعنی آپ کی بیٹیاں، اور آپ کے بیٹے، آپ کی ازواج مطہرات بھی آپ کے گھر والوں میں شامل ہیں، اور اس کے بعد جو جتنا قریب تر رشتہ دار ہوگا وہ اتنا ہی اہل بیت میں سے ہوگا اور اس کے بعد اہل بیت کی فہرست میں وہ لوگ بھی شمار ہوں گے جو آپ کے کام کرنے میں معاون ہیں۔

## ایذائے نبی کا انجام

لیکن ایک بات ذہن میں رکھنا چاہیے کہ جو حضرات اہل بیت کی فہرست میں نسبی اور دینی کام کرنے کے اعتبار سے آتے ہیں ان سے

www.abulhasanalinadwi.org

نفرت کرنے یا ان کے خلاف کہنے میں انسان کو بہت محتاط رہنا چاہیے کیونکہ اپنے گھر والوں سے انسان کا محبت کرنا طبعی بات ہے، لہٰذا ہم میں سے اگر کسی نے ذرہ برابر بھی کسی بھی گھر والے کے تعلق سے کوئی ایسی بات کہہ دی جو ان کی شان کے خلاف تھی تو یہ بات اللہ کے رسول ﷺ کی تکلیف کا باعث بن سکتی ہے، اور نبی کو تکلیف دینا ایمان کے خاتمہ کا سبب بن سکتا ہے، اسی لیے روایت میں آتا ہے کہ وہ وحشی جس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا جب داخل اسلام ہوا تو آپ ﷺ نے اس کے ایمان کو قبول فرمالیا حالانکہ اگر کوئی دوسرا ہوتا تو اس کو قبول مشکل ہی سے کرتا، کیونکہ ان کا جرم نہایت سنگین تھا، لیکن چونکہ اسلام کا دامن وسیع ہے، اس میں جو شخص چاہے داخل ہوسکتا ہے، لہٰذا وہ بھی آگئے اور انہوں نے ایمان قبول کرلیا، لیکن پھر بھی حضور اکرم ﷺ کو اپنے پیارے چچا جان سے طبعی محبت کی بنیاد پر آپ نے ان وحشی سے کہا کہ یہ بتاؤ تم نے میرے چچا کو کیسے مارا تھا؟ تو انہوں نے پورا نقشہ کھینچا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے آنسو جاری ہوگئے، اور پیارے چچا یاد آگئے، کیونکہ وہ آپ ﷺ سے بہت محبت کرتے تھے، اسی لیے اللہ کے رسول ﷺ کو بھی ان سے بے پناہ محبت تھی، لہٰذا آپ ﷺ نے حضرت وحشیؓ سے ایک بات کہی- جو کہ قابل عبرت بات ہے- آپ ﷺ نے فرمایا

www.abulhasanalinadwi.org

:وحشی اگر تم سے یہ ہوسکے کہ میرے سامنے نہ آؤ تو ایسا کرلو، کیونکہ میں جب تم کو دیکھوں گا تو پیارے چچا یاد آجائیں گے، واضح رہے کہ آپ ﷺ کے اس ارشاد کا یہ مقصد نہیں تھا کہ آپ کو حضرت وحشی سے نعوذ باللہ کچھ کدورت ہوگئی تھی بلکہ یہ اس لیے کیا کہ جب وہ سامنے آئیں گے تو آپ ﷺ کو اپنے چچا یاد آئیں گے اور دلی تکلیف ہوگی، اور آپ ﷺ کی یہ دلی تکلیف ان کے ایمان کے خاتمہ اور جنت سے محرومی کا سبب بن جائے گی، لہٰذا شفقۃً آپ ﷺ نے ان سے یہ کہا کہ آپ میرے سامنے نہ آنا تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لاشعوری میں ان کا ایمان ہی چلا جائے۔

اس واقعہ سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص حضرت علی یا حضرت حسن یا حضرت حسین، حضرت فاطمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ یا کسی بھی اہل بیت کے بارے میں غلط خیال رکھتا ہے، تو اس سے آپ ﷺ کو کس قدر تکلیف ہوگی، اسی وجہ سے اس طرح کی ذہنیت رکھنے والے لوگوں کا خاتمہ ہمیشہ برا ہی ہوتا ہے، غالباً اسی بنیاد پر حضرت مجدد صاحبؒ نے لکھا ہے: اہل بیت کی محبت کو حسن خاتمہ میں بڑا دخل ہے، اسی لیے جب حضرت مجدد صاحب سے انتقال کے وقت پوچھا گیا کہ آپ کا کہنا تھا ''اہل بیت سے محبت میں حسن خاتمہ کو بڑا دخل ہے'' لہٰذا اب آپ آخری وقت میں خود کو کیسا محسوس کررہے ہیں؟ تو جان نکلتے

www.abulhasanalinadwi.org

ہوئے فرمایا: ماشاء اللہ مجھے اس کا اثر محسوس ہو رہا ہے اور میرا ایمان پر خاتمہ ہو رہا ہے، گویا اس سے بھی معلوم ہوا کہ اہل بیت کے تعلق سے بہت چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔

## خاتمہ کا مطلب

خاتمہ کا مطلب اس مثال سے سمجھنا آسان ہوگا، کہ جب انسان ٹرین کے سفر سے کسی جگہ کا ارادہ کرتا ہے تو ٹرین میں بیٹھ کر سارے اسٹیشنوں کو دیکھتا رہتا ہے اور آخر میں جب اس کا مطلوبہ اسٹیشن آتا ہے تو باطمینان آرام کے ساتھ اتر جاتا ہے، لیکن اگر وہ کسی غلط ٹرین پر چڑھ جائے اور یہ سوچے کہ آگے چل کر میرا اسٹیشن آجائے گا یہاں تک کہ جب آخر میں پہنچے تو اچانک یہ دیکھے کہ یہ تو میں غلط رخ پر آگیا، اسی طرح انسان اگر صحیح محبت کے ساتھ سفر آخرت طے کرتا ہے تو صحیح طور سے منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے، لیکن اگر کچھ خامی ہے تو دیکھنے میں اس کی زندگی اگرچہ بہت شاندار گزرتی ہے لیکن جب اس کا خاتمہ ہوتا ہے تو اس کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ غلط راستہ پر چل رہا تھا۔

اسی طرح محبت کے تعلق سے یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ انسان محبت کرنے میں ان لوگوں کے راستہ پر نہ چلا جائے جنہوں نے ظاہر میں اہل بیت کی محبت کا ڈھنڈورا پیٹ رکھا ہے، حالانکہ اگر دیکھا جائے تو اہل

www.abulhasanalinadwi.org

بیت کے سب سے بڑے دشمن بھی وہی ہیں، اور یہ دنیا کا شروع سے دستور رہا ہے کہ جن لوگوں کے اندر جو چیز نہیں ہوتی وہ اسی کا ڈھنڈورا زیادہ پیٹتے ہیں، اسی طرح جن کو اہل بیت سے محبت نہیں ہے وہی لوگ محبت کا زیادہ شور کرتے ہیں، حالانکہ محبت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کسی کے بے جا فضائل بیان کئے جائیں۔

شیعوں کی مخالفت کرنا گرچہ عین ایمان ہے کیونکہ جتنا انہوں نے اہل بیت اور نبی ﷺ کو نقصان اور تکلیف پہنچائی ہے شاید ہی کسی قوم نے کسی کو پہنچائی ہو، لیکن اس کے ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ ہم ان کی مخالفت میں اتنے آگے نہ چلے جائیں کہ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما وعلیؓ کے بارے میں بھی ہمارا دل صاف نہ ہو، کیونکہ اگر ایسا ہوا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارا ایمان خطرہ میں پڑ جائے گا۔

www.abulhasanalinadwi.org

# اہل بیت کی محبت ایمان کی علامت ہے

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْماً فِيْنَا خَطِيْباً، بِمَاءٍ يُدْعَىٰ خُمّاً، بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنىٰ عَلَيْهِ، وَوَعَظَ وَذَكَّرَ، ثُمَّ قَالَ: "أَمَّا بَعْدُ: أَيُّهَا النَّاسُ! فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَأُجِيْبَ، وَأَنَا تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ، أَوَّلُهُمَا: كِتَابُ اللّٰهِ؛ فِيْهِ الْهُدَىٰ وَالنُّوْرُ، فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَاسْتَمْسِكُوْا بِهِ".. فَحَثَّ عَلىٰ كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ، ثُمَّ قَالَ: وَأَهْلُ بَيْتِيْ، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ.(۱)

**ترجمہ**:- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے

(۱) صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة: ٢٤٠٨

www.abulhasanalinadwi.org

روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ (مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع) خم نامی تالاب (غدیر خم) کے پاس کھڑے خطبہ دے رہے تھے، آپ نے حمد وثنا اور وعظ ونصیحت کے بعد فرمایا، اما بعد! میں بھی ایک آدمی ہوں، قریب ہے کہ میرے پروردگار کا قاصد میرے پاس آئے، اور میں اس کو قبول کروں، (اور اس دنیا سے رخصت ہوجاؤں) میں تم میں دو اہم چیزیں چھوڑ رہا ہوں، اول اللہ کی کتاب، (قرآن مجید) ہے، جس میں ہدایت ونور ہے، پس تم اللہ کی کتاب لو اور اس کو مضوطی سے پکڑو، پھر اللہ کی کتاب کی ترغیب دلائی، پھر فرمایا: میرے گھر والے، میں تم کو یاد دلاتا ہوں ان کے بارے میں اللہ کو، تم کو یاد دلاتا ہوں ان کے بارے میں اللہ کو۔

**فائدہ**:- مذکورہ بالا حدیث میں ثقلین کا جو لفظ ذکر کیا گیا ہے، اس کی تشریح میں بعض علماء بھی پریشان ہوتے ہیں، لیکن اگر غور کیا جائے تو بات واضح ہے، وہ یہ کہ قرآن مجید میں ایک جگہ انسانوں اور جنوں کے تعلق سے فرمایا گیا ہے ﴿سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَا الثَّقَلَانِ﴾ (الرحمن: ۳۱) جس سے یہ معلوم ہوا کہ انسان اور جن دونوں کو اللہ تعالیٰ نے باوزن بنایا ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

اور باوزن اس طور پر بنایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام ملائکہ کو انسان کے آگے سجدہ کا حکم دیا، گویا کہ جب تمام فرشتوں نے آپ کو سجدہ کیا تو آپ مسجود الملائکہ ہوئے، لہٰذا جب آپ کو خود اللہ تعالیٰ نے مسجود الملائکہ بنادیا تو یہ کسی انسان کے لیے کیسے روا ہوسکتا ہے کہ وہ کسی اور مخلوق کے آگے سجدہ کرے، یا کسی کو خدا کا شریک ٹھہرائے، لہٰذا اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو گویا کہ اس نے اپنے کو بے وزن کردیا، کیونکہ انسان اسی وقت تک باوزن رہے گا جب تک وہ اللہ تعالیٰ کا ساجد رہے گا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صرف اپنی عبادت کا حکم دیا ہے نہ کہ دنیا کی کسی اور مخلوق کے بارے میں حکم دیا ہو کہ اس کی بھی عبادت کی جائے، لہٰذا قرآن مجید میں آتا ہے ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاریات:۵۶) یعنی اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

لہٰذا ہر انسان کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرے، ورنہ وہ ہلکا ہوجائے گا، کیونکہ اللہ نے آپ کو اپنے آگے جھکنے کے علاوہ کسی کے بھی سامنے جھکنے سے منع فرمایا ہے، اس لیے کہ جو خدا کو چھوڑ کر دوسروں کے آگے سر جھکاتے ہیں وہ اپنے شرک کرنے کی وجہ سے ہلکے ہوجاتے ہیں، اور ان میں ثقل باقی نہیں رہتا، جس کی دلیل قرآن مجید کی وہ آیت ہے جس میں فرمایا گیا ہے ﴿وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ

www.abulhasanalinadwi.org

فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ﴾ (الحج: ۳۱) یعنی اس کا حال یہ ہے کہ آسمان سے کوئی گرے اور ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے یا پرندے اس کو لے کر اڑیں، یا ہوائیں اپنے دوش پر اڑا کر دور جا کر پھینک دیں، لہٰذا اس آیت سے صاف معلوم ہوگیا کہ انسان کو شرک بے وزن بنا دیتا ہے، اور صرف اللہ کی عبادت کرنا اس کو باوزن برقرار رکھتا ہے۔

## منہج عبادت

لیکن یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کی عبادت کس طریقہ سے کی جائے، کہ بندہ باوزن رہ سکے؟ اسی کا جواب دیتے ہوئے حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے "علیکم بالثقلین" یعنی اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کو باوزن بنایا ہے وہ اسی طرح باوزن رہے تو اس کو چاہیے کہ وہ دو باوزن چیزوں سے وابستہ ہوجائے، پھر شرک کی مسموم ہوائیں بھی اس کو اڑانے سے قاصر رہیں گی، جس طرح اگر کوئی ہلکی چیز ہو اور وہ بار بار اڑ رہی ہو لیکن اگر اس کے اوپر کوئی بھاری پتھر رکھ دیا جائے یا اس کو کسی چیز سے باندھ دیا جائے تو وہ چیز نہیں اڑتی ہے، اسی طرح آج کے اس پر خطر دور میں کوئی اپنے کو باوزن بنانا چاہتا ہے اور اڑنے سے محفوظ ہونا چاہتا ہے تو اس کے لیے اولاً یہ ضروری ہے کہ وہ اللہ

www.abulhasanalinadwi.org

کی مضبوط رسی سے اپنے کو باندھ لے، اسی لیے مذکورہ بالا حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑلو، اور خود قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا ہے ﴿وَاعۡتَصِمُواْ بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا﴾(آل عمران:۱۰۳) یعنی تم اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو۔

اس کے بعد دوسری چیز بیان کی "واھل بیتی"، اب یہاں یہ مشکل پیش آتی ہے کہ اس کی تشریح کس طرح کی جائے؟ اور اس سے کیا مراد ہوگا؟ لہٰذا بعض علماء کہتے ہیں کہ ایک ثقل سے مراد کتاب اللہ ہے اور دوسرے ثقل سے مراد سنت رسول اللہ ہے، لیکن ایسا نہیں ہے کیونکہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ایک ہی چیز ہے، اس لیے کہ جہاں پر کتاب اللہ کہا جائے گا وہاں پر سنت رسول اللہ خود مراد ہو جائے گا، کیونکہ صرف کتاب اللہ ہی کو اگر سامنے رکھا جائے اور اس کے ساتھ سنت رسول اللہ کو نہ دیکھا جائے تو بہت سے ایسے مسائل ہیں جن کا حل بغیر سنت کی طرف رجوع کئے ممکن نہیں ہے، اور یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے صرف کتاب اللہ کو کافی سمجھا اور سنت کو نہیں مانا وہ لوگ فکری انحراف میں مبتلا ہو گئے، یہاں تک کہ ایمان ہی سے خارج ہو گئے، اس لیے کتاب اللہ کے ساتھ سنت رسول اللہ کا ہونا لازمی ہے، تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کیا چیز صحیح اور کیا غلط ہے؟

دوسرے ثقل سے مراد جس کو حدیث شریف میں "أھل بیتی" کہا گیا

www.abulhasanalinadwi.org

ہے کہ ان کو لازم پکڑلو، اس کے اندر نمبر ایک پر وہ علماء مراد ہیں جو آپ کے نسبی اعتبار سے گھر کے افراد میں سے ہوں، اور پھر دینی کام کرنے اور اشاعت حق میں بھی پیش پیش ہوں، اور دوسرے نمبر پر وہ علماء مراد ہیں جو اگرچہ آپ کے نسبی اعتبار سے گھر والوں میں سے نہ ہوں، لیکن دینی کام اور آپ کی سنتوں کے پابند ہوں، کیونکہ اہل میں وہ شمار ہوتا ہے جو اپنے اسلامی تشخص کو برقرار رکھے، لہٰذا اگر کوئی خاندان میں سے ایسا فرد موجود ہو جو کہ اسلامی وقار کا حامل ہو تو بہت اچھی بات ہے، اس کی اقتداء بدرجہ اولیٰ لازم ہوگی، لیکن اگر خاندان میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی دوسرا ایسا شخص ہے جو کہ دین دار تو ہے لیکن خاندان میں سے نہیں ہے تو پھر اسی کی اقتداء کو ترجیح دی جائے گی، اور اسی کی صحبت اختیار کرنا بہتر ہوگی، تاکہ کتاب اللہ کو سمجھنا آسان ہو سکے۔

## نیک صحبت کی ضرورت

لیکن آج کل صحبت صالحین کا فقدان ہوتا چلا جارہا ہے، لوگ صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر ہی اکتفاء کرنا چاہتے ہیں، حالانکہ صرف اس سے کام نہیں چلے گا بلکہ اللہ کے وہ نیک بندے جن کو اللہ نے علم میں رسوخ عطا فرمایا ہے ان کی صحبت کا اختیار کرنا ضروری ہے، جن کو قرآن مجید میں اس طرح یاد کیا گیا ہے ﴿وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ

www.abulhasanalinadwi.org

يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾ (آل عمران:۷) یعنی جو لوگ علم میں رسوخ رکھتے ہیں وہ یہی کہتے ہیں کہ سب چیز ہمارے رب کی طرف سے ہے لیکن اس سے وہی لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں جو عقل رکھنے والے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ انسان کے باوزن ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ علم میں گہرائی رکھنے والوں کی خدمت میں رہے۔

لیکن کسی کی خدمت میں رہنے سے پہلے یہ ضرور دیکھ لینا چاہیے کہ وہ علم میں رسوخ رکھتا بھی ہے یا نہیں؟ اور علم میں رسوخ رکھنے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں کبھی بھی کوئی تردد پیش نہ آئے، بلکہ نہایت سکون سے ہر مسئلہ کو سلجھاتا ہوا وہ آگے بڑھ جائے، چاہے اس کے سامنے اعتراضات کا ایک انبار ہو لیکن اس کے دل میں ذرہ برابر بھی تردد پیدا نہ ہو۔

## رسوخ فی العلم کا نتیجہ

حضرت سید احمد شہیدؒ جو بظاہر اتنے بڑے عالم نہیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو راسخین کی خدمت میں رہنے کے نتیجہ میں جو رسوخ عطا فرمایا تھا، اس کی ایک مثال دینے سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ راسخ فی العلم کس کو کہا جاتا ہے؟ ایک مرتبہ حضرت سید صاحبؒ سے کسی نے

www.abulhasanalinadwi.org

سوال کیا کہ حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ ایک مرتبہ کسی کام سے باہر گئے تو ایک خاتون پر نظر پڑی جو آپ کو اچھی لگیں، لہٰذا آپ فوراً گھر تشریف لائے اور پھر آپ نے فراغت حاصل کی، اس حدیث کا مطلب سمجھ میں نہیں آتا، تو حضرت سید صاحبؒ نے حکیمانہ جواب دیتے ہوئے فرمایا: کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ کو نعوذ باللہ کسی خاتون کو دیکھ کر کوئی غلط خیال آیا تھا بلکہ جس طرح سے کوئی بہت شریف اور مالدار آدمی کہیں راستہ میں کسی ضرورت سے جا رہا ہوتا ہے اور اس کو پیشاب کا بھی تقاضہ ہوتا ہے لیکن چونکہ اس کو اپنے کام کی اتنی فکر ہوتی ہے کہ وہ پیشاب کرنا ہی بھول جاتا ہے اور اپنے کام میں مست رہتا ہے کہ اچانک وہ راستہ چلتے ہی کسی شخص کو دیکھتا ہے جو نالی پر بیٹھ کر پیشاب کر رہا ہوتا ہے تو اس وقت اس کو بھی اپنا تقاضہ فوراً یاد آجاتا ہے کہ مجھے بھی پیشاب لگا ہوا ہے مگر میں کر نہیں سکا تھا، اور وہ اس کے بعد بھی اس وقت یوں ہی عام راستہ پر پیشاب نہیں کرتا ہے کیونکہ وہ شریف انسان ہے، بلکہ فوراً گھر واپس آتا ہے اور اپنی حاجت کو پورا کرتا ہے، فرمایا: اسی طرح اس حدیث میں آپ ﷺ کے ساتھ پیش آیا ہے، کہ آپ کو اگرچہ بشری تقاضہ تھا لیکن اپنے کاموں میں مصروفیت کی وجہ سے اس کو بھول گئے تھے لہٰذا جب یاد آیا تو فوراً اس تقاضہ کو بھی پورا کیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

## ادب میں اعتدال ضروری ہے

مذکورہ بالا حدیث کا آخری جملہ ہے کہ ''میں اہل بیت کے سلسلہ میں تم کو اللہ کی یاد دلاتا ہوں''، یعنی ان کے بارے میں نہ کوتاہی ہونا چاہیے اور نہ ہی کوئی بے جا خیالی، دونوں ہی غلط ہیں، جیسا کہ شیعوں نے اہل بیت کو اتنا بڑھا دیا کہ نبوت کا درجہ بھی ہیچ ہو گیا، یہاں تک کہ خمینی - جو بہت روشن خیال سمجھے جاتے تھے اور نہ جانے ان کو لوگ کتنا بڑا سمجھتے تھے یہاں تک کہ ہمارے بہت سے لوگ بھی ان کے شکنجہ میں گرفتار ہو گئے- انہوں نے اپنی کتاب الحکومۃ الاسلامیۃ میں یہ بات لکھ دی کہ امامت کا اتنا اونچا مقام ہے کہ اس تک کوئی نبی یا کوئی فرشتہ بھی نہیں پہنچ سکتا ہے، لیکن ظاہر بات ہے کہ یہ سب ان کی من گڑھت باتیں ہیں، جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

ان کا دوسرا یہ بھی عقیدہ ہے کہ گیارہ امام پیدا ہوئے اور بارہویں امام حضرت مہدی پیدا ہوئے، لیکن پیدائش کے بعد وہ غائب ہو گئے، اسی لیے ان کے اس عقیدہ کو دیکھ کر ہم نے کہا کہ انہوں نے اپنی مشکل کو خود ہی حل کر دیا وہ یہ کہ ان کے پاس ہدایت گیارہ اماموں تک باقی رہی، لیکن چونکہ ان کے نزدیک ان کے بارہویں امام ہی غائب ہو گئے لہٰذا ہدایت بھی غائب ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

یہ بات ذہن نشین رہنا چاہیے کہ یہ سارے ائمہ اپنی اپنی جگہ پر بالکل درست ہیں، کیونکہ یہ سب بہت اللہ والے تھے، بسا اوقات لوگ ان کو بھی غلط سمجھ بیٹھتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے، بلکہ غلط یہ شیعہ حضرات ہیں جو ان کی شبیہ کو گندا کرتے ہیں، کیونکہ یہ حضرات تو اپنے زمانہ کے غیر معمولی اللہ والے ہیں، یہاں تک کہ ائمہ اربعہ ان کا احترام کیا کرتے تھے، خلاصۃ عرض یہ ہے کہ ان حضرات کا بہت اونچا مقام ہے۔

## ایک شبہ اور اس کا ازالہ

امام مہدی کے تعلق سے آج کل ایک اشکال بہت عام ہے جس کا حل کرنا بھی یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ امام مہدی پیدا ہو گئے یہاں تک کہ ہمارے بعض علماء بھی بسا اوقات اس کے اندر مبتلا ہو جاتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ امام مہدی پیدا ہو گئے، اور بعض کا کہنا ہے کہ وہ پیدا ہو چکے ہیں کیونکہ ہم نے خواب میں دیکھا تھا کہ وہ اس وقت دس سال کے ہیں، لہٰذا اس سلسلہ میں سب سے پہلے ایک بات یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ امام مہدی پیدا ہوں یا نہ ہوں ہم کو اپنا کام کرنا ہے، البتہ وہ جب آئیں گے تو امامت کے لیے وہ خود ہی سامنے آجائیں گے، اگر یہ خیال رہے تو پھر انسان کو دعوت کا کام کرنا بھی آسان رہے گا ورنہ بعض دفعہ شیطان انسان کو اس طرف سے بھی بہکاتا ہے کہ

www.abulhasanalinadwi.org

جب امام مہدی آئیں گے تبھی دنیا کے حالات درست ہوں گے لہٰذا تم ابھی سے دعوت دین کا کام کر کے کیا کرو گے؟ اس لیے ہر انسان کو اپنے ذہن سے یہ خلش بالکل نکال دینا چاہیے اور یہ سوچنا چاہیے کہ جو ذمہ داری اللہ نے میرے اوپر عائد کی ہے میرا کام اس کو انجام دینا ہے البتہ میرے اس کام کے نتائج تو اللہ کے ہاتھ میں ہیں، ورنہ اگر کوئی اس فکر میں بیٹھ جائے کہ امام مہدی آنے والے ہیں تب کام بن جائے گا تو بلاشبہ یہ شیطان کا ایک دھوکہ ہوگا جو کہ ہمیشہ سے رہا ہے، کیونکہ آج سے دو سو سال قبل بھی بعض بڑے لوگوں نے یہ کہا تھا کہ امام مہدی پیدا ہو گئے لیکن آج تک ظہور نہیں ہو سکا، یہاں تک کہ اسی بنیاد پر فرقے بننے کی بھی نوبت آ گئی تھی، کیونکہ اس وقت ایک بہت بڑے بزرگ تھے جن کے ساتھ کم وبیش پانچ سو علماء بھی رہتے تھے، اور ان کی خانقاہ میں ہزاروں آدمی بھی رہائش پذیر تھے، انہوں نے مستقل تین دن یہ خواب دیکھا کہ آپ ﷺ ان سے فرما رہے ہیں: "أنت المهدی" اس لیے انہوں نے اپنے مہدی ہونے کا اعلان کر دیا، حالانکہ جب ایک معبر بزرگ سے اس خواب کی تعبیر پوچھی گئی تو انہوں نے بتایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ہدایت کے راستہ پر ہیں، نہ کہ مہدی موعود کو مراد لیا جائے، اسی لیے کہا گیا ہے کہ خواب کے چکر میں کبھی بھی نہیں پڑنا چاہیے کیونکہ خواب بھی بسا اوقات بہت بڑا

www.abulhasanalinadwi.org

دھوکہ ہوتا ہے، اس لیے شریعت میں خواب پر مدار نہیں رکھا گیا ہے، بلکہ اس کو مبشرات کی حد تک ماننے کی اجازت دی گئی ہے۔

## سچے خواب کی علامت

مولانا محمد امین صاحب نصیر آبادیؒ جو کہ حضرت مولانا علی میاں رحمہ اللہ کے چچا بھی تھے، اور آخری درجہ کے متبع سنت تھے، جس کا نتیجہ یہ تھا کہ آپ کی وفات بھی ۶۳ رسال کی عمر میں ہوئی، اور اسی محبت کا نتیجہ تھا کہ ان کے مقابلہ میں زیارت رسول کے تعلق سے شاید ہی کوئی آگے رہا ہو، لہٰذا ایک مرتبہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا آپ کو کبھی رسول ﷺ کی زیارت ہوئی ہے؟ تو فرمایا: الحمد للہ میرا کبھی ناغہ نہیں ہوتا، لیکن آج کل کے تخیلاتی، جھوٹے خواب والے حضرات کو دیکھ کر زیارت رسول کے تعلق سے ایک بات ارشاد فرماتے تھے کہ جو آپ ﷺ کی زیارت کا دعوی کرے لیکن متبع سنت نہ ہو تو ایسا شخص جھوٹا ہے۔

## حضرت سید احمد شہیدؒ کی رائے

حضرت سید احمد شہیدؒ جو کہ مسجد دائرہ شاہ علم اللہ (۱) میں رہتے تھے، اپنے زمانہ کی وہ بزرگ شخصیت ہیں جن کی بزرگی کو دنیا نے تسلیم کیا ہے،

(۱) تکیہ کلاں دائرہ شاہ علم اللہ کی تاریخی مسجد برصغیر ہندو پاک میں وہ مقام رکھتی ہے جو شاید ہی کسی مسجد کو حاصل رہا ہو، کیونکہ یہاں سے لے کر..... آئندہ صفحہ پر

www.abulhasanalinadwi.org

یہی وجہ تھی کہ تمام عبقری شخصیات جوق در جوق آپ کے پاس چلی آتی تھیں، اسی لیے آپ کو تاج العارفین کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، اور بزرگی کے اتنے بلند مقام پر فائز ہونے کا نتیجہ یہ تھا کہ عموماً آپ کا کشف والہام سچا ہوا کرتا تھا، لہٰذا انہی بزرگ ہستی کا امام مہدی کے تعلق سے یہ کہنا ہے کہ ابھی آٹھ سو سال تک ان کا وجود مجھے نظر نہیں آتا، لہٰذا ابھی سے کوئی اس بات کی فکر میں نہ رہے کہ امام مہدی کا ظہور ہونے والا ہے، بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر شخص اپنی ذمہ داریوں کو کما حقہ انجام دیتا رہے۔

## خلاصہ

البتہ جہاں تک شیعوں کا امام مہدی سے تعلق ہے، تو اس کی حقیقت

---

..... افغانستان تک جتنی اصلاحی، اسلامی تحریکات ہیں، یا جتنے بھی صلحاء اور صوفیاء یا اکابر امت رہے ہیں ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو حضرت سید احمد شہیدؒ سے تعلق نہ رکھتا ہو، غرض کہ دار العلوم دیوبند، مظاہر العلوم سہارنپور اور ندوۃ العلماء جیسے موقر اور علمی اداروں کا بھی اس سے شروع سے ربط رہا ہے، کیونکہ ان کے اکابر میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جو سید صاحب سے تعلق نہ رکھتا ہو، یہاں تک کہ حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب ولایتیؒ، اور حضرت میاں جی محمد جھنجھانویؒ وغیرہ جیسی بزرگ ہستیاں بھی اس بستی میں آکر سید صاحب کے ساتھ قیام پذیر ہوئی ہیں، اور پھر حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب تو آپ کے ساتھ ہجرت کر کے بالاکوٹ گئے اور وہیں شہید بھی ہوئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

یہ ہے کہ وہ ان کے ذریعہ سے اپنا دھندا چلانا چاہتے ہیں، جس کے کچھ حقائق انہوں نے اپنی ایک کتاب "الامام المهدی عند الشیعة" کے اندر بھی ظاہر کئے ہیں، لیکن ان سب سے قطع نظر ہم کو یہ بنیادی بات ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ابھی ان کا ظہور ہونے والا نہیں ہے، البتہ جب ظہور ہوگا تو اللہ تعالیٰ ان کی پہچان خود بخود اپنی مدد سے ہر انسان کو کرادے گا، بس یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اخیر زمانہ میں ان کا ظہور ہوگا، لیکن وقت سے پہلے اگر کوئی شخص ان کی تلاش میں رہے تو سعی لاحاصل کے سوا کچھ نہ ہوگا۔

www.abulhasanalinadwi.org

# اہل بیت کی فضیلت

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً، وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ، فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ، ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا، ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ قَالَ: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ (الأحزاب:٣٣) (١)

**ترجمہ:-** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ ایک دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو نکلے، آپ کالے بالوں کی (کامدار) چادر اوڑھے ہوئے تھے، جس میں اونٹوں کے کجاووں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں، اتنے میں

(١) صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة: ٢٤٢٤

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے، آپ نے ان کو چادر میں لے لیا، پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے وہ بھی (حضرت حسنؓ کے ساتھ) چادر میں آگئے (تھوڑی ہی دیر میں) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لے آئیں، ان کو بھی آپ ﷺ نے چادر میں کرلیا، اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے، ان کو بھی آپ ﷺ نے اسی چادر میں داخل کرلیا، اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً﴾ (الأحزاب:۳۳) (اے اہل بیت اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور فرمادے، اور تمہیں خوب پاک کردے۔

**فائدہ:**- ایک مرتبہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما نیز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ سب کو چادر کے اندر جمع کرنے کے بعد محبت سے یہ آیت پڑھی ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً﴾ (الأحزاب:۳۳) یعنی اے اہل بیت اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور فرمادے، اور تمہیں خوب پاک کردے، تاکہ جو دل کے روگی ہیں اور

www.abulhasanalinadwi.org

جن کے دلوں میں اہل بیت کے تعلق سے خراب قسم کی باتیں پائی جاتی ہیں ان کو واضح طریقہ پر یہ معلوم ہوجائے کہ اہل بیت کا اطلاق ان حضرات (حضرت علیؓ، فاطمہؓ، حضرت حسنؓ وحسینؓ رضوان اللہ علیہم أجمعین) پر سو فیصد ہوتا ہے۔

آئندہ صفحات میں بالترتیب ان سب حضرات کے فضائل ومناقب ذکر کئے گئے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

# حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مرتبہ

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّي، فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِيْ. (۱)

**ترجمہ:-** حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فاطمہ میری جزو (بدن) ہے، (میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے) جس نے فاطمہ کو ناراض کیا، اس نے مجھے ناراض کیا۔

**فائدہ:-** اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کی بہت چہیتی بیٹی تھیں اور آپ ﷺ کو بہت عزیز تھیں، جس کی بظاہر کئی وجوہات بھی معلوم ہوتی ہیں مثلاً:

(۱) صحیح البخاری، کتاب فضائل الصحابة: ۳۷۶۷

www.abulhasanalinadwi.org

آپ ﷺ کی نسل صرف انہی سے چلی ہے بقیہ صاحبزادیوں سے آپ ﷺ کی نسل نہ چل سکی، اسی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چونکہ آپ ﷺ کے ساتھ بھی زیادہ دنوں تک رہی ہیں، اور آپ ﷺ کے کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی رہی ہیں، اسی لیے انہی سب وجوہات کی بناء پر آپ نے خاص طور سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا کہ وہ میرا ٹکڑا ہے، یعنی جگر گوشہ رسول ہیں، علاوہ ازیں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو ان کو غصہ دلائے گا وہ مجھے دلائے گا اور جو ان کو تکلیف پہنچائے گا وہ گویا کہ مجھے تکلیف پہنچائے گا۔ اسی طرح سے ایک اور دوسری روایت میں آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ کے متعلق ارشاد فرمایا: تمام اہل جنت کی خواتین کی سرداری حضرت فاطمہ کے ذمہ ہے۔

حضور اکرم ﷺ اخیر وقت میں جب زیادہ بیمار تھے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قریب بلایا، چنانچہ حضرت فاطمہ جب قریب پہنچی تو رونے لگیں، لیکن پھر تھوڑی دیر کے بعد جب آپ نے بلایا تو ہنسنے لگیں، اس بات پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ تم نے تو آج عجیب بات کی، تم ایک دفعہ قریب ہوئیں تو روئیں، دوسری دفعہ قریب ہوئیں تو ہنسنے لگیں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ جب میں پہلی مرتبہ قریب ہوئی تھی تو

www.abulhasanalinadwi.org

آپ ﷺ نے فرمایا: میں اب دنیا سے جانے والا ہوں، اس لیے مجھے رونا آ گیا، لیکن جب دوبارہ قریب گئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم مجھ سے سب سے پہلے ملوگی، اس لیے میں ہنسنے لگی، اسی لیے روایت میں آتا ہے کہ چھ مہینہ کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی دنیا سے رخصت ہوگئیں، اور والد ماجد سے جاملیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

# اہل بیت کرام میں سب سے زیادہ محبوب حضرات حسنین ہیں

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ أَھْلِ الْجَنَّۃِ.(۱)

**ترجمہ**:- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: حسن وحسین جنت والوں کے نوجوانوں کے سردار ہوں گے۔

**فائدہ**:- آپ ﷺ نے حضرات حسنین کے سلسلہ میں فرمایا کہ وہ نوجوانان اہل جنت کے سردار ہوں گے، یعنی جو حضرات دنیا سے

(۱) سنن الترمذی، أبواب المناقب: ۳۷٦۸

www.abulhasanalinadwi.org

جوانی میں رخصت ہوگئے ان کی سرداری وقیادت یہ حضرات کریں گے، اور قیادت اسی شخص کو حاصل ہوتی ہے جس کے اعمال کے ساتھ جذبات بھی سلیم ہوں اور جس کا دل ودماغ صحیح ہو اور اعلیٰ مقام پر فائز ہو پھر نبی سے اس کو محبت ہو اور نبی کو اس سے محبت ہو، اگر کوئی شخص ان صفات کا حامل ہے تو اسی کو قیادت کا مقام بھی حاصل ہوتا ہے، اسی لیے حضور ﷺ نے خود فرمایا کہ وہ اہل جنت کے سردار ہوں گے۔

البتہ ایک عام اشکال جو حضرات حسنین کے اقدام کے تعلق سے رہا ہے اس کے متعلق یہ کہنا درست ہوگا کہ اس پر کسی کو انگلی اٹھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اور جو لوگ بھی اس سلسلہ میں انگلی اٹھاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے دل روگی ہیں اسی وجہ سے ان کے دل ودماغ میں یہ باتیں آتی ہیں، ورنہ اقدام حسنؓ وحسینؓ دونوں ہی بالکل قابل تقلید ہیں اور دونوں نے اپنے اپنے موقع سے اور اپنے وقت کے لحاظ سے صحیح کام کیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

# حضرات حسنین کی محبت اور حضرت حسن کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تشبہ

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِی الله عنه قال: رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ عَلٰی عَاتِقِهٖ یَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ! اِنِّی أُحِبُّهٗ فَأَحِبَّه.(۱)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِی الله عنه قال: لَمْ یَکُنْ (أَحَدٌ) أَشْبَهَ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ رضی الله عنه. (۲)

**ترجمہ:-** حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ

(۱، ۲) صحیح البخاری، فی فضائل الصحابة: ۳۷۴۹، ۳۷۵۲

www.abulhasanalinadwi.org

سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ حسن بن علیؓ آپ ﷺ کے کندھے پر چڑھے ہیں اور رسول اللہ ﷺ فرمارہے ہیں کہ اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی محبت فرما۔

**ترجمہ:-** حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حسن بن علی سے زیادہ کوئی رسول ﷺ سے مشابہ نہ تھا۔

**فائدہ:-** مذکورہ بالا احادیث سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا مقام واضح ہوتا ہے کہ ان سے حضور ﷺ کو کس قدر محبت تھی اور وہ صورۃ بھی حضور ﷺ سے کس قدر مشابہت رکھتے تھے، اور یہی وجہ ہے کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی حضرت حسنؓ کو بے پناہ چاہتے تھے۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت حسنؓ سے کہا: صاحبزادے! تم ہمارے گھر کیوں نہیں آتے؟ لہٰذا ایک بار حضرت حسنؓ ان کے گھر تشریف لے گئے، تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ گھر کے باہر دروازہ پر بیٹھے ہیں، تاکہ جب اندر جانے کی اجازت ملے تو داخل ہوں، اس لیے یہ منظر دیکھ کر حضرت حسنؓ واپس آگئے، کہ جب بیٹا ہی بیٹھا ہوا ہے تو مجھے اجازت کس طرح مل سکتی ہے؟ الغرض ایک عرصہ کے بعد حضرت عمرؓ کی دوبارہ ملاقات ہوئی، تو انہوں نے دوبارہ حضرت حسنؓ سے کہا کہ تم کیوں نہیں آئے؟ حضرت

www.abulhasanalinadwi.org

حسنؓ نے جواب دیا کہ حضرت میں ایک مرتبہ آپ کے گھر آیا تھا لیکن میں نے دیکھا کہ آپ کے صاحبزادے باہر بیٹھے ہوئے تھے، اس لیے کہ ان کو اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں ملی تھی، اس لیے میں نے بھی یہ سوچا کہ جب صاحبزادے کو اس وقت اجازت نہیں ہے تو میری کیا مجال کہ ایسے موقع پر میں اجازت مانگوں، اس بات پر حضرت عمر نے فرمایا: عبداللہ کا وہ مقام نہیں ہے جو تم کو حاصل ہے اور پھر وہ اپنی مرضی سے گھر کے باہر دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے، لہٰذا آپ کے لیے ہر وقت اجازت ہے، آپ جب دل چاہے آسکتے ہیں، اور پھر ان کے لیے حضرت عمرؓ نے جو وظیفہ مقرر کیا، وہ تمام حضرات کے مقابلہ میں سب سے زیادہ انہی کا مقرر کیا تھا، کیونکہ حضرت عمرؓ کو معلوم تھا کہ حضرت حسنؓ کا کیا مقام ہے۔

اور اسی طرح سے دیگر صحابہ کرام بھی آپ کا بہت احترام کرتے تھے یہاں تک کہ خود حضرت علیؓ بھی ان کا احترام کرتے تھے، جس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک بار حضرت حسنؓ کے باپ شریک بھائی حضرت محمد بن حنفیہؒ سے کسی شخص نے یہ اعتراض کیا کہ آپ کے والد جو مقام ان دونوں بھائیوں کو دیتے ہیں وہ تم کو نہیں دیتے، یعنی جنگ وجدال کے میدان میں وہ تم کو ساتھ میں لے جاتے ہیں، اور اگر کوئی عزت وشرف کا موقع ہو تو تم کو پوچھتے بھی نہیں بلکہ حضرت حسنؓ

www.abulhasanalinadwi.org

وحسینؓ ہی کو ساتھ میں رکھتے ہیں، لہٰذا اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے حضرت محمد بن حنفیہؒ نے فرمایا: ہم اپنے والد کے ہاتھ ہیں، جن سے وہ جنگ میں کام لیتے ہیں، اور وہ دونوں ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہیں اور یہ تو سب کو معلوم ہے کہ آنکھوں کی حفاظت بے حد ضروری ہے، لہٰذا اس واقعہ سے خود یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت علیؓ کے دل میں حضرات حسنینؓ کا کیا مقام تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

# حضرت علیؓ کا مقام ومرتبہ

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما قال: قال رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم لِعَلِيٍّ: "أَنْتَ أَخِيْ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ". (۱)

**ترجمہ:-** حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا: تم دنیا وآخرت دونوں جگہ میرے بھائی ہو۔

**فائدہ:-** اہل بیت میں حضرت علیؓ بھی غیر معمولی مقام بلند کے حامل ہیں، ایک موقع سے آپ ﷺ نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا: علی! تمہارے بارے میں دو لوگ ہلاک ہوں گے، ایک وہ جو تمہارے بارے میں حد سے زیادہ محبت میں بڑھ جائیں گے اور دوسرے وہ جو تم سے بغض

(۱) سنن الترمذی، أبواب المناقب: ۳۷۱۹

www.abulhasanalinadwi.org

رکھیں گے، اسی طرح سے آپ نے حضرت علیؓ کے متعلق یہ بھی ارشاد فرمایا کہ علی کے سامنے اگر پیچیدہ ومشکل مسئلہ بھی پیش آجائے تو وہ اس کو حل کردیں گے، کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ فیصلہ کرنے کی بھرپور طاقت عطا فرمائی تھی، لہٰذا لوگوں کو جب بھی کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تھا تو فوراً حضرت علیؓ سے رجوع کرتے تھے اسی وجہ سے ان کا نام مشکل کشا بھی پڑ گیا تھا، جس کا مطلب ہے کہ مشکل مسئلے کو حل کرنے والے، لیکن افسوس کہ لوگوں نے مشکل کشا کو ہی مشکل بنادیا یعنی اب یہ لفظ شرک والا لفظ بن گیا، کیونکہ لوگ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ حضرت علیؓ مشکل وقت میں مدد کرنے والے ہیں، حالانکہ مشکل کشا کے معنیٰ یہ ہیں کہ مشکل مسئلہ کو کھول دینے والا، تو اس اعتبار سے وہ مشکل کشا تھے لیکن اب چونکہ مطلب غلط ہوگیا اس لیے اب نہیں ہیں، اسی لیے اگر کوئی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ مشکل وقت میں اگر ان کا نام لیا جائے تو وہ آکر مدد کریں گے تو یہ سب بدعقیدگی کی علامت ہے، اور اس کے مشرک ہونے کی دلیل ہے، جیسے شیعہ لوگ آج کل پوری طرح مشرک ہیں، کیونکہ ان کے یہاں اسی قسم کے شرکیہ نعرے لگائے جاتے ہیں، مثلاً: یا علی! یا علی مشکل کشا! یا علی المدد! وغیرہ وغیرہ، اور وہ حضرات اس کے علاوہ کچھ اور جانتے بھی نہیں ہیں، نہ ان کو اللہ ورسول سے کوئی مطلب ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اسی طرح بہت سے لوگ حضرت علیؓ کے بارے میں شروع زمانہ ہی سے بعض غلط خیالات رکھنے لگے تھے، مثلاً: بعض لوگ آپ کے تعلق سے یہ خیال رکھتے تھے کہ ان کے پاس کچھ ایسی چیزیں ہیں جو اللہ کے رسول ﷺ نے صرف انہی کو خفیہ طور پر دی ہیں، اسی لیے روایت میں آتا ہے کہ بعض لوگوں نے آپ کے بارے میں یہ کہا کہ آپ کے پاس کچھ خاص چیزیں اللہ کے رسول ﷺ کی دی ہوئی موجود ہیں، جو آپ کے تلوار کے دستہ میں موجود رہتی ہیں، تو حضرت علیؓ نے اس کی وضاحت کی کہ ایسا کچھ نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ کچھ چیزیں میرے پاس اس دستہ کے اندر دیت کے احکام وغیرہ کے متعلق لکھی ہوئی ہیں، البتہ اللہ نے مجھ کو عقل وفہم سے نوازا ہے، اور قرآن کی خاص طور سے سمجھ عطا فرمائی ہے، اس لیے جب بھی کوئی مسئلہ پیش آتا ہے تو وہ اللہ کی مدد سے فوراً حل ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، حضرت امیر معاویہؓ غرض تمام اکابر صحابہ اہم مسائل میں حضرت علیؓ سے ضرور رجوع فرماتے تھے۔

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہنا چاہیے کہ بعض حضرات حضرت علیؓ کے مقابلہ میں بسا اوقات حضرت معاویہؓ کو سخت برا بھلا کہہ جاتے ہیں، ایسا کرنا صحابہ کی شان کے ہرگز خلاف ہے، اس لیے کہ حضرت معاویہؓ بھی صحابی رسول ہیں، جو کہ معمولی شرف کی بات نہیں ہے، البتہ ان کو اگر کوئی

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت علیؓ کے مقابلہ کا بناتا ہے تو یہ بھی غلط بات ہے کیونکہ جس طرح حضرت ابوبکرؓ حضور اکرم ﷺ کے سامنے کچھ نہیں ہیں، یعنی آپ ﷺ نبوت کے مقام پر سرفراز ہیں، اور حضرت ابوبکرؓ اس مقام کے حامل نہیں ہیں ،لیکن یہ ضرور ہے کہ انبیاء کے بعد مقامِ بلند بلاشبہ حضرت ابوبکرؓ کا ہی ہے، بالکل اسی طرح حضرت معاویہؓ کا اپنا ایک مقام ہے لیکن اگر کوئی ان کا موازنہ حضرت علیؓ سے کرنے لگے تو یہ بہت بڑی بے ادبی ہوگی، کیونکہ حضرت علیؓ کو اللہ تعالیٰ نے بہت بلند مقام عطا فرمایا تھا۔

## شیعوں کا مذہب

البتہ جہاں تک حضرت معاویہؓ کے تعلق سے شیعوں کے موقف کا مسئلہ ہے تو ان کی بات ہی الگ ہے، اس لیے کہ ان کے یہاں حقائق نام کی کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہ خود کہتے ہیں کہ ہم جھوٹ پر چلتے ہیں، اسی لیے ان کا ایک جملہ ہے کہ، "التقیة من دینی ومن دین آبائنا لادین لم لا تقیة لھا"، یعنی تقیہ ہمارے دین میں سے ہے، آباء واجداد کے دین میں سے ہے اور جس کے یہاں یہ نہ ہو ان کا دین سے کوئی تعلق نہیں، یہی نہیں بلکہ ان کا اپنے مذہب کے تعلق سے یہاں تک کہنا ہے کہ ہمارے مذہب میں نو حصہ جھوٹ اور ایک حصہ سچ شامل رہتا ہے، اسی طرح ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ قرآن مجید ابھی مکمل نہیں ہے بلکہ اس کے دس پارے ایسے ہیں جو امام

www.abulhasanalinadwi.org

غائب لیکر کسی غار میں چھپے ہوئے ہیں، لہٰذا جب وہ آئیں گے تبھی قرآن مجید مکمل ہوگا۔

اسی طرح سے قرآن کی آیت ﴿ واللہ یعصمك من الناس ﴾ کے تعلق سے ان کی تشریح ہے کہ اس کے اندر حضور ﷺ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ آپ کو اہل بیت کے فضائل میں سے جو ہم بتا رہے ہیں آپ ان کو لوگوں کے سامنے بیان کر دیجئے، اور اس کے اندر ابوبکرؓ و عمرؓ وغیرہ سے ذرا بھی نہ ڈریئے، اللہ آپ کی ان لوگوں سے حفاظت فرمائے گا۔

مذکورہ بالا مثالوں سے یہ بخوبی سمجھا جا سکتا ہے کہ شیعوں کا مذہب دنیا میں سب سے انوکھا مذہب ہے، جو کہ اس قدر جھوٹ بولتا ہے، یہاں تک کہ اگر دنیا میں کسی مذہب کو جھوٹ بولنے میں نوبل پرائز دیا جائے تو یہ مذہب اول پوزیشن پر آئے گا، اسی لیے ان کا تذکرہ کرنا ہی بے کار ہے کیونکہ جتنا انہوں نے دین کو نقصان پہنچایا ہے اتنا دنیا میں بڑے سے بڑے فتنہ اور آزمائش سے بھی اسلام کو نقصان نہیں پہنچا ہے۔

## قابل مؤاخذہ بات

اخیر میں حضرت علیؓ کے متعلق یہ بتانا مناسب ہوگا کہ شیعوں نے آپ کو جو حد سے زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے، جیسا کہ انہوں نے یہی کہہ دیا ہے کہ "حل الالہ فیك یا علی" یعنی اے علی! اللہ تمہارے

www.abulhasanalinadwi.org

اندر حلول کر گیا ہے، اس طرح کے عقائد کے رد میں ہم کو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا بھی ایمان خطرے میں پڑے جائے، کیونکہ حضرت علی کا مقام بہت بلند و بالا ہے، ان کے تعلق سے گستاخی اور بے ادبی کا خیال دل میں بھی آنا سخت جرم ہے چہ جائیکہ ایسا کیا جائے، البتہ جو بات کتاب وسنت سے ہٹی ہوئی ہو اس کو رفع کرنے میں ذرا بھی غور کرنا نہیں چاہیے، کیونکہ خود نبی پاک ﷺ کا یہ معمول رہا ہے کہ جہاں بھی کوئی ایسا معاملہ ہوتا جہاں لوگوں کے دل میں بے جا تقدس اور عقیدہ کی خرابی پیدا ہوتی دیکھ رہی ہوتی تو اللہ کے رسول ﷺ فوراً وہاں پر صاف صاف عقیدہ توحید کو بیان فرماتے تھے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول ﷺ کے صاحبزادہ حضرت ابراہیمؓ کی وفات کے دن جب سورج گرہن ہوا، تو صحابہ میں یہ بات عام ہونا شروع ہوگئی کہ حضور ﷺ کے لڑکے کا انتقال ہوا ہے اس لیے سورج گرہن ہوگیا، چنانچہ آپ ﷺ نے جب یہ بات سنی تو آپ فوراً مسجد تشریف لائے اور سب کو جمع کر کے صاف صاف فرمادیا کہ سورج ہو یا چاند، ان دونوں کا گرہن ہونا اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے، اس لیے ایسا کچھ نہیں ہے کہ یہ کسی کی موت یا کسی اہم حادثہ پر گرہن ہوتے ہوں۔

www.abulhasanalinadwi.org

# حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی فضیلت ومرتبہ

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلٰى امْرَأَةٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ، هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِيْ، لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا، وَأَمَرَهُ اللّٰهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ، وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيُهْدِيْ خَلَائِلَهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ. (۱)

**ترجمہ:-** اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی کسی زوجہ (بیوی) پر رشک نہیں کیا سوائے (حضرت) خدیجہؓ کے، حالانکہ میری شادی سے پہلے ان کا انتقال ہو چکا تھا، مگر آپ ان کا کثرت سے ذکر فرماتے تھے، اللہ تعالیٰ نے

(۱) صحیح البخاری، کتاب المناقب: ۳۸۱۶

www.abulhasanalinadwi.org

رسول اللہ ﷺ کو حکم فرمایا تھا کہ ان (خدیجہ) کو موتی کے بنے ہوئے گھر کی خوش خبری دے دیں، آپ جب کوئی بکری ذبح کرتے تو حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کو اتنا ہدیہ بھیجتے جو ان کے لیے کافی ہوتا۔

**فائدہ:-** آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اہل ایمان کی ماں ہیں، ان سے محبت کرنا ایمان کا لازمی جز ہے، تو جب یہ ہماری مائیں ہیں تو اسی اعتبار سے ہم پر ان سے محبت کرنا لازمی ہے، کیونکہ آپ ﷺ کی صحبت، اور محبت میں سب سے زیادہ رہنے والی آپ کی ازواج مطہرات اور امت مسلمہ کی مائیں ہی ہیں، کیونکہ ان کو ایسی قربت اور صحبت حاصل ہوئی ہے جو ان کے علاوہ کسی اور کو حاصل ہو ہی نہیں سکتی، اس وجہ سے جو مقام ازواج مطہرات کو حاصل ہے وہ شاید ہی کسی کو حاصل رہا ہو، یہاں تک کہ بڑے بڑے اولیاء اللہ اور بڑے بڑے صاحبان ایمان وعزیمت بھی اس مقام کو حاصل کرنے کے لیے تڑپتے رہے کہ کسی طرح اللہ کے رسول ﷺ کی صحبت وقربت نصیب ہو جائے، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا کہ یہ سب نعمتیں ازواج مطہرات کو بیک وقت حاصل ہوئیں، اسی لیے ان کے بلند مقام کو کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا، لہٰذا ازواج مطہرات کے تعلق سے دل میں ذرہ برابر کوئی کدورت آنی ہی

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں چاہیے اور اگر کسی کے اندر کدورت پیدا ہوتی ہے تو اس سے زیادہ برا اس دنیا میں کوئی نہیں ہوگا جو کہ اللہ کے رسول ﷺ کی ازواج مطہرات کے سلسلہ میں بدگمانی رکھتا ہو، جیسا کہ موجودہ زمانہ میں شیعہ حضرات کرتے ہیں۔

الغرض آپ ﷺ کی سب سے پہلی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں، جس وقت آپ ﷺ کی عمر پچیس سال تھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال کے قریب تھی تب آپ کا ان سے نکاح ہوا تھا، اور آپ ﷺ کی ساری اولاد سوائے حضرت ابراہیمؓ کے حضرت خدیجہؓ کے ہی بطن سے ہے، ان کے بارے میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے حضرت خدیجہؓ کے علاوہ کسی عورت پر غیرت نہیں آئی، حالانکہ میرے آنے سے پہلے ان کا انتقال ہو چکا تھا لیکن رسول ﷺ کو ان سے اس قدر محبت تھی کہ آپ اس کا ہمیشہ اظہار فرماتے رہتے تھے، اور بسا اوقات ایسا محسوس ہوتا کہ ان کے سوا اور کوئی آپ ﷺ کی زوجہ ہی نہیں ہے، اسی لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک دن رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی حضرت خدیجہ ہی صرف ایک بیوی ہیں، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیوں نہیں، مجھے ان سے محبت کا ہونا طبعی بات ہے اس لیے کہ انہیں سے میری ساری اولاد ہے

www.abulhasanalinadwi.org

اور حضرت خدیجہ ہی نے میرا اول دور میں سب سے زیادہ ساتھ دیا ہے۔

## حضرت خدیجہ کا اخلاص

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عورتوں میں دینی اعتبار سے جو احسان حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہے وہ کسی کا نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ آپ ﷺ جب بالکل ابتداء میں غار حرا تشریف لے جاتے تھے تو اس وقت حضرت خدیجہ ہی آپ کو کچھ ناشتہ وغیرہ دیتی تھیں اور آپ اطمینان سے وہاں اللہ کی عبادت کرتے تھے، اس کے بعد جب آپ ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا، تو سب سے پہلے انہیں نے قبول اسلام کیا اور آپ کا ساتھ بھی دیا، اسی طرح جب آپ نے ان احوال و کیفیات کو بیان کیا جو آپ کو پیش آرہے تھے اور اس پر اپنے خوف وڈر کا احساس ظاہر کیا تو اس وقت بھی جو خدیجہ نے الفاظ کہے ہیں وہ بھی عجیب وغریب ہیں، بخاری شریف میں منقول ہیں کہ حضرت خدیجہؓ نے کہا: آپ مہمان نوازی کرتے ہیں، غریبوں کے کام آتے ہیں، اور جو لوگ پریشان ہوتے ہیں ان کی پریشانی کا حل نکالتے ہیں، لہٰذا ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرے گا، اور نہ ہی کبھی رسوا کرے گا، اور پھر اس کے بعد اپنے چچازاد بھائی حضرت ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور اللہ کے رسول ﷺ کو ان سے ملایا۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت خدیجہؓ کی جو دین کی راہ میں قربانیاں ہیں ان

www.abulhasanalinadwi.org

کے انعام کے بطور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی دنیا ہی میں بشارت دے دی کہ ان کے لیے جنت میں موتیوں کا ایک محل تیار ہو چکا ہے۔ اللہ اکبر!!

معلوم ہوا کہ حضرت خدیجہ کا مقام بہت بلند ہے، اسی لیے ان کی وفات کے بعد آپ ﷺ ان کی سہیلیوں کا خاص خیال رکھتے تھے، یہاں تک کہ جب کبھی بھی آپ کے یہاں کوئی جانور ذبح ہوتا تو ان کی سہیلیوں کو اس کا گوشت ضرور ہدیہ بھیجتے، اسی طرح ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ ﷺ تشریف فرما تھے اور اچانک حضرت خدیجہ کی بہن حضرت ہالہ تشریف لائیں، تو آپ ﷺ نے ان کے آنے پر بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔

www.abulhasanalinadwi.org

# حضرت عائشہؓ کی فضیلت

عَنْ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ رضی الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: يَا أُمَّ سَلَمَةَ لَا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ، فَإِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَأَنَا فِي لِحَافِ امْرَأَةٍ مِنْكُنَّ غَيْرِهَا. (۱)

**ترجمہ:-** حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما (تابعی) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلمہ! تم مجھے عائشہ کے بارے میں تکلیف نہ دو، عائشہ کے علاوہ تم میں کوئی نہیں ہے، جس کے لحاف میں مجھ پر وحی نازل ہوئی ہو۔

**فائدہ:-** مذکورہ بالا حدیث سے حضرت عائشہؓ کے مقام بلند کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے، اور یوں بھی احادیث سے معلوم ہوتا ہے

(۱) صحيح البخاري، كتاب فضائل الصحابة: ۳۷۷۵

www.abulhasanalinadwi.org

کہ آپ ﷺ ان کو اس قدر چاہتے تھے کہ ان کی ہر مرضی اور خواہش کو پورا فرماتے تھے، مثلاً: ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حبشیوں کا کوئی کھیل ہو رہا تھا، تو آپ ﷺ ان کو دکھا رہے تھے، اور حضرت عائشہؓ حضور ﷺ کے کاندھے پر سہارا لے کر کھیل کو دیکھ رہی تھیں، جس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز کھیل دیکھنے کی اجازت ہے، لہٰذا روایت میں آتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کھیل دیکھنے سے ہٹ نہیں رہی تھیں اور انہی کی وجہ سے حضور ﷺ بھی مستقل کھڑے ہوئے تھے، یہاں تک کہ جب خود ہی حضرت عائشہؓ نے ہٹنا پسند کیا تب آپ ﷺ بھی وہاں سے ہٹے، اسی طرح ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ابتدائی زندگی میں حضرت عائشہؓ کے ساتھ دوڑ بھی لگائی ہے، جس کے اندر حضرت عائشہؓ سبقت لے گئیں، لیکن اسی طرح کچھ دن گزرنے کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے پھر دوڑ کا مقابلہ کیا تو اللہ کے رسول ﷺ بازی لے گئے، کیونکہ جب تک حضرت عائشہؓ کا وزن خاصہ بھاری ہو گیا تھا، اور آپ ﷺ چونکہ نبی تھے اور ہلکے تھے اس لیے آپ بازی لے گئے، اسی طرح سے ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ حضور ﷺ کی کسی صحابی نے دعوت کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عائشہ کی بھی دعوت کیجئے، ورنہ میں دعوت میں نہیں جاؤں گا۔

www.abulhasanalinadwi.org

## محبت کا راز

آپ ﷺ کا حضرت عائشہؓ کو اس قدر چاہنے کا راز یہ تھا کہ حضرت عائشہ رسول ﷺ کے محبوب دوست حضرت صدیق اکبرؓ کی بیٹی ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم وحکمت کی ایسی دولت سے مالا مال فرمایا ہے کہ اگر آپ نہ ہوتیں تو آج امت کو علم کا بہت بڑا حصہ نہ مل سکا ہوتا، یہ حقیقت ہے کہ نبی جس کو چاہتا ہے اس میں تقاضائے نفس کی ذرا بھی شمولیت نہیں ہوتی، بلکہ اس کے اندر کوئی نیک خوبی ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس کو نبی پسند فرماتا ہے، اس لیے یہ بات ذہن نشین ہونا چاہیے کہ حضرت عائشہؓ سے آپ اس وجہ سے بھی زیادہ بے تکلفی رکھتے تھے اور ان کو چاہتے تھے کہ ان کے اندر غیر معمولی خوبیاں اور کمالات تھے اور ان کے ذریعہ سے دین آگے بڑھنے والا تھا اور امت کی خواتین کو ان کے ذریعہ سے بہت کچھ ملنے والا تھا اور رسول ﷺ کی تعلیمات ان کے ذریعہ سے عام ہونے والی تھیں، یہ وہ خوبیاں ہیں جو دوسرے حضرات میں نہیں تھیں، لہٰذا اگر کوئی شخص ان باتوں کا خیال رکھے تو اس کے ذہن سے حضرت عائشہؓ کے متعلق ساری بدگمانیاں خود بخود دور ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو اہل بیت سے صحیح محبت کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.

www.abulhasanalinadwi.org